9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون﴾ ,,کہہ دیجیے کہ کیا عالم اور جاہل برابر ہوسکتے ہیں؟!،،۔رسول اکرم ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اپنے علم میں اضافے کی دعا کرتے رہتے تھے۔اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو حکم دیتا ہے ﴿وقل رب زدنى علما﴾ ,,کہہ دیجیے اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما،،۔(طه:١١٤)

رسول اکرم ﷺ نے مختلف انداز سے علم کی اہمیت بیان کی۔مثلاً ارشاد ہے: عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔(الترمذی کتاب العلم ٥/٤٨ عن ابی امامة وصححه الالبانی ) نیز فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے سارے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین عمل جاری رہتے ہیں:

١۔صدقہ جاریہ ٢۔علم جس سے استفادہ کیا جائے ٣۔نیک اولاد جو اس کے لیے دعائے کرے۔

(مسلم، کتاب الوصية حديث ١٤ عن ابی هريرة ١١/٨٥)

ایک اور مقام پر حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا,, جو آدمی علم کی طلب میں سفر کرے، اللہ تعالیٰ اس کی خاطر جنت کی راہیں کھول دیتا ہے اور فرشتے طالبعلم کی خوشنودی کے لیے پر پھیلاتے ہیں، کائنات کی ہر چیز اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے، یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں بھی۔،،(احمد، ترمذی کتاب العلم باب ١٩ وصححه الالبانی ٥/٤٧، ابوداؤد)

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ بطور مسلمان علم کا حصول ہماری بنیادی ذمہ داری ہے، کیونکہ علم کے بغیر صحیح عمل ممکن ہی نہیں اور ایک باوقار اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے تمام شعبہ ہائے زندگی میں ماہر تعلیم یافتہ اور ہنرمند افرادی قوت کی ضرورت ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیشہ تحصیل علم پر زور دیا۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

## ☆☆☆ سیارہ عطارد ☆☆

یہ سورج سے صرف 58000000 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔یہ 59 دنوں میں اپنے محور کے گرد ایک چکر مکمل کرتا ہے اور سورج کے گرد مدار میں 48 کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے چکر صرف 88 دنوں میں پورا کرتا ہے۔یہ زمین سے طلوع آفتاب سے کچھ دیر قبل یا غروب آفتاب کے تھوڑی دیر بعد نظر آسکتا ہے لیکن جتنا وہ زمین کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی اسکا روشن حصہ چھوٹا ہوتا ہے۔

اسلامی زندگی قسط:4

# صحابہ کرام روئے زمین کا افضل ترین طبقہ

☆☆☆ عبدالرحیم روزی ☆☆☆

## اللہ تعالی کی راہ میں بے دریغ قربانی:

کسی بھی مشن کی کامیابی کو یقینی بنانے کیلئے افرادی قوت، جانبازی، وقت کی قربانی، بہترین پلاننگ اور دیگر تقاضے جس قدر اہم ہیں، اسی قدر اس کے لیے مالی قربانی بھی ضروری ہے۔ تا امروز مال وزر کو مرکزی کردار یا مؤثر اسلحے کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس وقت تو دنیا کی بڑی طاقتیں اسی اسلحے کے ذریعے اپنے مقاصد بڑی آسانی سے حاصل کرتی ہیں اور دولت واقتدار کے بھوکے حکمران اپنا ضمیر، ایمان، نظریے اور اصولی موقف تک کا سودا بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے معاشی تنگی اور خوشحالی ہر دو حالتوں میں اسلام کے نوخیز پودے کیلئے درکار قربانی کی ضرورت کو پورا کیا۔ اللہ تعالی ان نفوس قدسیہ کی قربانیوں کا ذکر خیر ان الفاظ میں فرماتا ہے:

۱۔ ﴿ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا بأموالھم وأنفسھم فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا أولئک بعضھم أولیاء بعض﴾ ''بے شک جن لوگوں نے ایمان لایا، ہجرت کی اور اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے جگہ دی اور نصرت کی، وہ سب آپس میں ایک دوسرے کے دلی دوست ہیں''۔ (الانفال:۷۲)

۲۔ ﴿والذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئک ھم المؤمنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم﴾ ''اور جن لوگوں نے ایمان لایا، ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی یہی سچے مؤمن ہیں۔ ان کیلئے بخشش اور عزت کی روزی ہے''۔

جنگ تبوک میں صدیق اکبرؓ اپنا پورا گھر صاف کر کے لائے، جس کی مالیت 4000 درہم تھی۔ عمر فاروقؓ نے آدھی پونجی پیش کی۔ عثمان غنی نے پالان و دیگر لوازمات سمیت 900 اونٹ، 100 گھوڑے، 200 سے زائد اوقیہ (چاندی)، 90 وسق (13500 کلو) کھجور پیش کیا۔ غریب صحابہ نے اپنی وسعت کے مطابق ایک دو مد بھی کمال اخلاص کے ساتھ پیش کیے۔

منافقین، صحابہ کرامؓ کی ان مخلصانہ مساعی پر بھی انگشت نمائی کرتے تھے ﴿الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقٰت والذین لایجدون الا جھدھم فیسخرون منھم سخراللہ منھم ولھم عذاب الیم﴾ ''وہ (منافق) لوگ جو رضا کارانہ طور پر خوب صدقہ وخیرات کرنے والے اور اپنی کاوش ومحنت کے علاوہ گنجائش نہ پانے

والے مؤمنین کی عیب جوئی کرتے اور ٹھٹھا مذاق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے''۔(التوبہ: ۷۹)

بعض مفلس صحابہ کرامؓ، جہاد کے لیے سواری اور وسائل میسر نہ ہونے پر زار و قطار رونے لگ جاتے۔ ﴿ولا على الذين اذا ما أتوک لتحملهم قلت لاأجد ماأحملكم عليه تولوا وأعينهم تفيض من الدمع حزنا ألايجدوا ماينفقون﴾ ''ان لوگوں پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس سواری لینے آتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ مجھے تمہارے لیے سواری نہیں ملتی تو حزن کے مارے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے رواں ہیں کہ انہیں خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں مل رہا ہے (جس کے ذریعے وہ جہاد میں شرکت کر سکیں)''۔(التوبۃ: ۹۲)

اللہ تعالیٰ اس خاص موقع کا نقشہ اس طرح کھینچتا ہے: ﴿لقد تاب الله على النبى والمهاجرين والأنصار الذين اتبعوه فى ساعة العسرة من بعد ماكاد يزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم انه بهم رؤف رحيم﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ نبی ﷺ، مہاجرین اور انصار پر مہربان ہوئے جنہوں نے تنگی (غزوہ تبوک) کے موقع پر اس کا ساتھ دیا''۔ (التوبۃ: ۱۱۷)

حضرت ابو مسعود انصاری کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی بازار جا کر اپنی پیٹھ پر سامان ڈھوتا اور ایک آدھ مد (خورد و نوش کا) مل جاتا تو اسے صدقہ کرتا۔(بخاری اجارہ، باب من أجر نفسه ليحمل على ظهره ثم تصدق به، حديث ۲۲۷۳)

قرآن کریم، انصاری صحابہ کرام کے ایثار و قربانی اور جود و سخا کو اس طرح اجاگر کرتا ہے ﴿ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة﴾ ''اور وہ لوگ اپنے آپ پر (مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود فاقوں سے کیوں نہ ہوں''۔(الحشر: ۹)

مالی قربانیوں میں صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے تھے، خاص طور پر خلفائے راشدین، جعفر طیارؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عائشہؓ میں تو فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کی صفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ اس عدیم النظیر طبقے میں سے بھی ابتدائی غربت کے دور میں پیش کردہ جانی و مالی قربانیوں کو سپیشل ایوارڈ سے نوازتا ہے، جبکہ زمانہ خوشحالی کی مالی قربانیوں پر بھی رضائے الٰہی کی نوید سناتا ہے: ﴿لايستوى منكم من أنفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذين أنفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد الله الحسنى والله بما تعملون خبير﴾ ''برابر نہیں تم میں جس نے فتح (صلح حدیبیہ یا فتح مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا، یہ لوگ مراتب کے لحاظ سے ان لوگوں سے بہت بڑے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور قتال کیا، اور ہر ایک کے لیے اللہ تعالیٰ نے اچھا وعدہ